قیام امن وانصاف میں تعاون نہ کرنے والے مسلمان بھائی کے خلاف ہر ممکن اجتماعی کوشش، حتیٰ کہ مسلح حملے کی نوبت آئے تو اس اقدام سے بھی مغلوب کر کے قبولیت پر مجبور کرنے کا حکم دیتا ہے: ﴿ وإن طآئفتان من المؤمنين اقتتلوا فأصلحوا بينهما ۖ فإن بغت إحداهما على الأخرىٰ فقاتلوا التي تبغي حتىٰ تفيء إلىٰ أمر الله ﴾ ایسے موقع پر یک طرفہ جذباتی کارروائی کا قوی اندیشہ ہوتا ہے، اس لیے اُس مسلمان بھائی کے لیے خصوصی طور پر انصاف کا پروانہ جاری فرمایا: ﴿......فإن فآءت فأصلحوا بينهما بالعدل وأقسطوآ ۖ إن الله يحب المقسطين ۞ ﴾[الحجرات/ ۹]

دنیا میں رائج بین الاقوامی اور ریاستی دہشت گردیوں کے نتیجے میں جہاں بدامنی کا طوفان اٹھا ہے اور معیشت روبزوال ہے، وہاں جذبہ حریت نے بھی انگڑائی لی ہے۔ جزوی طور پر ہی سہی...... بعض غیوروں نے تو فرعونوں کی بندگی کا طوق پہننے سے انکار کر دیا ہے۔ محتاط طریقے پر اصل دشمنوں پر جو حملے ہو رہے ہیں، ان کے پیچھے یقیناً ایمان باللہ اور توکل علی اللہ کی ''سپر پاور'' موجود ہے۔ اگر یہ تعداد میں بہت کم ہیں تو کیا ہوا، ان کی پشت پر کوئی حکومت نہیں ہے تو کیا پروا؟ ﴿ كم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة بإذن الله ﴾
[البقرة/۲۳۹]

آج امت اسلامیہ کو دل چھوٹا نہیں کرنا چاہیے۔ ظلم کو انصاف کہنا، بین الاقوامی وریاستی دہشت گردیوں کو ''دہشت گردی کے خلاف جہاد'' قرار دینا اور یہ نصاب تعلیم میں ''روشن خیالی'' کی آمیزش، یہ میڈیا کی سرد جنگ...... یہ تمام اس دہشت گرد قوم کی اجل قریب ہونے کا اشارہ دے رہے ہیں:

﴿ لكل أمة أجل إذا جآء أجلهم فلا يستأخرون ساعة ولا يستقدمون ۞ ﴾[یونس/ ٤۹]

''طالبان کی ایک قسم'' سے مذکرات کی پیشکش اور افغانستان سے ''نیٹو فوج کا انخلاء''، صلیبی حملوں کی عبرتناک شکست اور اسلامی عدل وانصاف کی فتح مبین کے شائستہ عنوانات ہیں۔ إن شاء الله:

شب گریزاں ہو گی آخر جلوہ خورشید سے
یہ چمن معمور ہو گا نغمہ توحید سے

❀❀❀❀❀

درس قرآن

تراث رحمانی در فوائد قرآنی

ڈاکٹر اسماعیل امین

﴿ وامنوا بمآ أنزلت مصدقا لما معكم ولا تكونوآ أول كافر به ولا تشتروا بآياتي ثمنا قليلا وإياي فاتقون ۞ ﴾ [سورة البقرة / ٤١]

ترجمہ "اور اس کتاب پر ایمان لاؤ جو میں نے اتاری ہے، یہ اس کتاب کی تصدیق کرتی ہے جو تمہارے پاس ہے اور سب سے پہلے تم ہی اس کے منکر نہ بنو اور میری آیتوں کے بدلے میں تھوڑی قیمت نہ لو اور صرف مجھ سے ڈرو۔"

سابقہ آیات سے ربط اور مختصر تفسیر:

سابقہ آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو عطا کی ہوئی نعمتوں کا تذکرہ کرنے کے بعد ان سے فرمایا کہ تم مجھ سے کیے ہوئے عہد کو پورا کرو، اس کے بدلے میں تم سے کیے ہوئے عہد کو پورا کروں گا۔ اب زیر تفسیر آیت مبارکہ میں بنی اسرائیل سے اللہ کے عہد کی بنیادی شق کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔ فرمایا کہ تم میری نازل کردہ آخری شریعت پر ایمان لاؤ۔

(وامنوا بما انزلت) میں (واو) عاطفہ کا معطوف سابقہ آیت مبارکہ میں (اذکروا نعمتی ......) ہے۔

(امنوا) ایمان اصلاً تصدیق کو کہا جاتا ہے اور شرعی اصطلاح میں دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار اور اسی کے مطابق اعضاء وجوارح سے عمل کرنے کو کہا جاتا ہے۔ (بما انزلت) سے مراد قرآن مجید ہے جو اللہ کی طرف سے آسمانی کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے۔ سابقہ کتب کی تصدیق کے مختلف پہلو درج ذیل ہیں:

۱۔ سابقہ کتب سماویہ (تورات وانجیل) میں نبی علیہ الصلاۃ والسلام اور قرآن کے مختلف اوصاف اور پیشن گوئیاں بیان ہوئی ہیں۔ ان کے عین مطابق قرآن کا نزول اور نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی بعثت ہوئی۔ پس قرآن مجید کی تصدیق سے تورات وانجیل کی تصدیق اور اس کی تکذیب سے سابقہ کتب کی تکذیب لازم آتی ہے۔

۲۔ قرآن مجید سابقہ کتب کی سچائی اور حقانیت کو بیان کرتا ہے اور ان کی تعلیمات کی بھی اصولی طور پر تصدیق کرتا ہے۔ قرآن اگر تردید کرتا ہے تو صرف ان چیزوں کی' جو غلط طریقوں سے یا تحریف کر کے ان صحیفوں میں شامل کر دی گئی تھیں۔

۳۔ قرآن کا سابقہ کتب کے لئے مصدق ہونے کے یہ معنی بھی لیے گئے ہیں کہ اصول دین میں قرآن مجید سابقہ کتب سے متفق ہے، اگرچہ ہر دور کے تقاضے مختلف ہونے کی وجہ سے فروعی مسائل میں تھوڑا بہت اختلاف بھی ہے۔

ان سے کہا گیا کہ تم اس پر ایمان لاؤ۔ پھر انہیں اس کی ضد سے منع کرتے ہوئے فرمایا (ولا تکونوا أول کافر به) بنی اسرائیل سے کہا جارہا ہے کہ تم اس کے ساتھ اولین انکار کرنے والے نہ بنو۔ یہاں پر (ولا تکونوا) جمع کا صیغہ ہے اور (أول کافر به) مفرد لایا گیا۔ اس کی توجیہ میں مفسرین فرماتے ہیں کہ یہاں (کافر) کا موصوف مختلف ہے۔ اصل میں (ولا تکونوا أول فریق کافر به) یعنی بنی اسرائیل سے کہا جارہا ہے کہ تم اس کا انکار کرنے میں پہلی جماعت نہ بنو، یا اس میں فعل کا معنی پایا جاتا ہے (ولا تکونوا أول من کفر به) سب سے پہلے کفر کرنے سے منع کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جب دوسرے کفر کریں تو تمہارے لیے کفر کرنا جائز ہو جائے گا، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ قرآن تمہاری کتاب کی تصدیق کرتے ہوئے نازل ہوا ہے اور تم سے اس کے نزول سے پہلے عہد لیا جا چکا ہے اور تمہارے پاس اس کی سچائی کے بارے میں علم بھی ہے۔ اس وجہ سے اس کو قبول کرنے اور اس پر ایمان لانے کی توقع سب سے پہلے تم ہی سے کی جاسکتی ہے، اس لئے تم اس کے ساتھ پہلے کافر نہ بنو۔ ورنہ ان سے پہلے مشرکین عرب کفر کر چکے تھے اور اس کی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ مدینہ میں یہود کو سب سے پہلے دعوت دی گئی، اس لئے انہیں تنبیہ کی جارہی ہے کہ اہل کتاب میں تم اولین کافر مت بنو۔

(أول کافر به) اس ضمیر کے مرجع میں دو قول مشہور ہیں: (۱) قرآن مجید۔ اسی رائے کو امام ابن جریر نے راجح قرار دیا ہے۔ کیونکہ اللہ نے فرمایا (وآمنوا بما انزلت) اس سے اللہ کی طرف سے نازل شدہ کتاب مراد ہے۔ (۲) آخری نبی حضرت محمد ﷺ۔ حافظ ابن جریر نے فرمایا: یہ رائے مرجوح ہے، کیونکہ اس سے پہلے نبی علیہ السلام کا ذکر نہیں ہے۔ بلکہ اللہ نے فرمایا (وآمنوا بما انزلت) نبی کے لیے ''انزال'' کا لفظ نہیں بلکہ ''بعثت یا ارسال'' استعمال ہوتا ہے۔ لیکن حافظ ابن کثیر نے دونوں اقوال کو صحیح کہا کیونکہ رسول اور قرآن آپس میں لازم و ملزوم ہیں۔ جس نے قرآن کے ساتھ کفر کیا' اس نے محمد ﷺ کے ساتھ کفر کیا اور جس نے محمد ﷺ کے ساتھ کفر کیا' اس نے قرآن کے ساتھ کفر کیا۔

(ولا تشتروا بآیاتی ثمناً قلیلاً) دنیا پرستی، مفاد پرستی اور خود غرضی ایمان اور تقویٰ کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹیں ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ میری آیتوں کو سستا فروخت نہ کرو۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ زیادہ معاوضہ مل جائے تو سودا کرلو، بلکہ اللہ فرماتا ہے کہ احکام الٰہی کے مقابلے میں دنیاوی مفادات کو اہمیت نہ دو۔ احکام الٰہی تو اتنے قیمتی ہیں کہ ساری دنیا کا مال و متاع اور سلطنت و حکومت اس کے مقابلے میں ہیچ اور ثمن قلیل ہے۔ کیونکہ ان پر عمل پیرا ہونے سے ابدی زندگی میں جنت جیسے اعلیٰ مقامات حاصل ہوتے ہیں، جس کا موازنہ ساری دنیا کا عیش و آرام بھی یکجا ہو کر نہیں کر سکتے۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں: ''ثمن قلیل'' سے دنیا و مافیہا مراد ہے۔